

تَفْسِير  
سُورَةُ فَاتِحَةٍ

صَدَرَ الدِّينُ

الحمد لله رب العالمين، شاعر السلام - لا اله الا

بارسوم : پانچ ہزار  
مطیبیہ : نوائے وقت پندرہ لاہور  
قیمت : ایک روپیہ ۵ پیسے  
(آنٹ (ایرلینڈ)  
یکم دسمبر ۱۹۶۷ء

- اجراۓ دھی نبوت سے ختم نبوت اور تکمیل شریعت کا ابطال ہوتا ہے  
القطع دھی نبوت کے تعلق حضرت مزا اصحابؐ کے بیانات  
۲۸
- دھی ولایت اور اس کی حیثیت  
۲۹
- مجد ویت اور مشیل میسح ہونے کا دعویٰ  
حضرت مزا اصحابؐ میں غیر بنی کے خصالؐ  
۳۰
- دعویٰ مجددیت و محدثیت کی اساس  
ان احادیث کے پیش نظر حضرت مزا اصحابؐ کے دعاوی  
۳۱
- میسح موعد و مجدد پر فوقيت ہنین رکھتا  
پودھویں صدی کے مجدد کو میسح موعد کا نام دیا گیا ہے  
۳۲
- مجدد کا انکار موجب کفر نہیں  
دعویٰ نبوت منسوب کرنا شرارت ہے  
۳۳
- بیت میں نبوت کا اقرار نہیں لیا  
مزار پر مجددیت کا لکتبہ  
۳۴
- حضرت مزا اصحابؐ کی کتب کی شہادت  
اپنی جماعت کے لئے حضرت مزا اصحابؐ کی وصیت  
۳۵
- ۳۶
- ۳۷
- ۳۸
- ۳۹
- ۴۰



# دین کا چہہ

سورہ فاتحہ کے بعض اہم مطالب بیان کرتے ہوئے اس امر پر  
بھی روشنی ڈالی گئی ہے کہ حضرت مرا صاحب کا دعویٰ بنی ہونے  
کا نہ تھا۔ اس لئے ان کی طرف دعویٰ نبوت منسوب کرنا ظلم ہے۔  
اور موجب فتاویٰ عظیم۔ وہ توحید حاتم النبیینؐ کے بعد مدعا نبوت  
پر لعنت بھیجتے ہیں۔ اور اس کو بلے دین اور کافر اور دائرہ اسلام  
سے خارج قرار دیتے ہیں۔ اور وہ بار بار دہراتے ہیں کہ میرا دعویٰ  
محبد ہونے کا ہے۔ اور یہ کہ مجھے حضور نبیؐ کرم صلی اللہ علیہ وسلم  
کے خادم اور کفشن بردار ہونے پر فخر ہے۔ وہ کہتے ہیں چونکہ نبوت  
رسول کرم صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہو چکی ہے۔ اس لئے اب اس امت  
میں انبیاءؐ کی جگہ اولیاء مبعوث کئے جاتے ہیں۔ جن میں سے میں ایک ہوں۔

ما مسلمانیم از فضل خدا

مصطفیٰ نارا امام و پیشووا

ہست او خیر الرسل خیر الانام

ہر نبوت را بروشد اختتام

ختم شد بر ذات پاکش ہر کمال

لا جرم شد ختم ہر پیغمبرے

جلسہ سالانہ مورخہ ۲۴ دسمبر ۱۹۵۴ء کے موقع پر پر تفسیر  
بیان کی گئی تھی۔ طباعت کے وقت اس میں کچھ اضافہ کر دیا  
گیا ہے!

صدر الدین



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝ الرَّحْمَنُ الرَّحِيمُ ۝  
 مَلِكُ يَوْمِ الدِّينِ ۝ إِلَيْكَ نَعْبُدُ وَإِلَيْكَ نَسْتَعِينُ ۝  
 إِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ ۝ صَلَاتُ الدِّينِ أَنْعَمْتَ  
 عَلَيْهِمْ هُنَّ عَيْنُ الْعَضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الظَّالِمِينَ ۝

### رب العالمین کے جملہ میں کائنات اور اُس کے خالق کا تصور،

میں سورۂ فاتحہ کے بعض پہلوؤں کی محنترسی تشریع کرنا چاہتا ہوں  
اس سورت کا پہلا جملہ —

الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ

ہمایت ہی مختصر ہے۔ لیکن اس قدر جامن ہے کہ اپنے اندر ایک دنیا لئے  
ہوئے ہے۔ ایسا جامن اور ایسا حکیمانہ جملہ ساری دنیا کے سائنس دان اور  
فلسفیں کو تجویز کرنا چاہیں تو ہمیں کر سکتے۔ اس جملہ میں ساری کائنات کا  
ذکر ہے اور ساتھ ہی اس دنیا کے خالق اور موجود کا بھی ذکر ہے۔ کوئی پیز  
ایسی ہمیں ہے جو اس آیت کریمہ کے دائرہ سے باہر رہ گئی ہو۔ اس کائنات  
میں بے شمار عالم ہیں۔ جن کی تخلیق کے لئے غیر محدود علم اور غیر محدود

قدرت در کار ہے۔ ان کی پیدائش کے بعد ان کی ربوبیت کے سامان یہم پہنچانے کے لئے اتنے بڑے وسیع خزانوں کی ضرورت ہے۔ جن میں کبھی کسی واقع نہ ہونے پائے۔ ربوبیت حقیقتی ہے کہ کائنات کی ہر چیز کی ضروریات کا صحیح علم ہو۔ اور اس پیاسنے اور اس مقدار کا بھی علم ہو۔ جن پیاسنے پر اور جس مقدار میں ضروریات کو جیسا کرنا چاہئے۔ کل موجودات کا علم اور ان کی حاجات کا علم دو توں میں ایک تناسب ہے۔ اس تناسب کے لحاظ سے تخلیق و تکون عالم وجود میں لائی گئی ہے۔ کائنات کی وسعت اس قدر ہے کہ اس کا اندازہ نہیں لگایا جاسکتا۔ اسی طرح اس کائنات کے قیام کے لئے اتنے وسیع سامان یہم پہنچائے گئے ہیں کہ ان کا اندازہ لگانا ناممکن ہے۔ اسی سے اس کی برکات اور اس کے افضل اور اس کے احسانات بے پیاس کا تصور سامنے آتا ہے۔ ان کمالات اور احسانات کا جبرا نان مطالعہ کرتا ہے تو اس کے منہ سے بے اختیار

**الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ**

نکلتا ہے۔

## عالَمِینَ کے معنے

اس آیت کرمیہ میں اللہ کا ذکر ہے جو خالق و موجد عالمین ہے پھر رب کا ذکر ہے جو عالمین کی ربوبیت کرتا ہے۔ اور تیرسا فقط خود عالمین ہے۔ عالمین کے کیا معنے ہیں۔ یہ لفظ عَالَمُ سے نکلا ہے جس

کے معنی نشان کے ہیں۔ خدا تعالیٰ کی ہر صفت پر علم یعنی نشان لگا ہوا ہے جو اپنے لاجواب ہونے کی وجہ سے اپنے بے نظر صالح کا پتہ دیتا ہے۔ یورپ کے کارخانہ دار اپنی اپنی مصنوعات پر اپنے اپنے نام و نشان ثبت کرتے ہیں۔ خدا تعالیٰ نے بھی اپنی ایجادات کے چھپے چھپے پر درختوں کے پتھر پتھر پر، پھولوں کی پکھڑی پکھڑی پر اور پرندوں کے پروں پر اپنا نام پتہ نہایت روشن طریق پر ثبت کر دیا ہوا ہے۔

## لاتعداد عالمین

عالمین کتنے ہیں؟ عالمین لاتعداد ہیں۔ ایک چھوٹی سی چیز نہیں سے لے کر آفتاب جیسے نیراعظم کے درمیان بے شمار عالم ہیں۔ کیڑوں کا ایک عالم ہے۔ کیڑوں کے اقسام لاکھوں تک پہنچتے ہیں۔ اور ہر قسم میں اتنی تعداد ہے کہ ساری کی ساری انسانیت کی تعداد اس سے کئی گناہ کر ہے۔ جنگلوں کے جنگل اور میدانوں کے میدان کیڑوں کے مکن ہیں۔ مشرقی پاکستان برائیل اور افریقہ کے وہ علاقوں جات جہاں گرمی کی شدت اور برسات کی کثرت ہے۔ یورپ کے سائنسداروں کو اپنے ہاں کھینچ کر لے آتے ہیں۔ تاکہ وہ کیڑوں کے اس عالم کا مشاہدہ کریں۔ جس میں خدا تعالیٰ نے علم کا دریا بہار کھا ہے پھر ان علاقوں میں ریکھنے والی خلوق کثرت سے ملتی ہے۔ جو ایک دُسرے عالم ہے۔ کیڑوں مکوڑوں سے اور ایک اور عالم چڑیوں اور پرندوں کا ہے۔ جن سے جنگلات معمور ہیں۔ ان جنگلات میں چرندوں اور درندوں کی اقسام

کی بھی کثرت پائی جاتی ہے۔ میدانوں میں آئیں تو اونٹ، گھوٹے، خچرے، گائے، بھینیں، بھیرے، بکری بہت بڑی تعداد میں ملتے ہیں۔ ان تمام عالموں کا موجود اپنی صفت کاری میں اپنے کمالات کا انہار کرتا ہے اور ان تمام کے تمام کی میثاث کے سامان پیدا کرتا رہتا ہے۔ پھر اس مرز میں پہاڑ ہیں۔ وہ بھی ایک عالم ہے۔ ان میں مختلف قسم کی معدنیات ہیں۔ وہ بھی ایک عالم ہے۔ ان پہاڑوں سے چھٹے پھوٹتے، ندی نالے اور دریا بہتے ہیں۔ جو سندروں میں گرجاتے ہیں۔ یہ بھی ایک عالم ہے۔ جو حیوانات اور تمام نباتات کی زندگی کا باعث ہے۔

وَجَعَلْنَا مِنَ الْأَوَّلِ كُلَّ شَيْءٍ حَيًّا

[الانبیاء: ۷۱]

پھر ہر اول کا ایک عالم ہے جن کے بغیر آہب حیات کو دور دراز کرے ہوئے سندروں سے جان داروں اور پیاسی کھیتیوں تک نہیں پہنچایا جاسکتا ومن يرسُلُ الرِّيَاحَ - خود سندر ایک عالم ہے جو اپنے اندر خشکی سے کئی گناہیا وہ مخلوقات کو لئے ہوئے ہے۔ اس مخلوق کی تخلیق اور اس کی ربوبیت کرنے والا بھی رب العالمین ہے۔ زمین سے اور آسمان ہے جس میں زنگاریگ کے عالم ہیں۔ آسمان کی یاندیوں اور آسمان کی دعست کو کون پاسکتا ہے۔

وَالسَّمَاءَ بَنَيْنَاهَا بِأَيْدٍ وَإِنَّا لَهُ مُوْسِعُونَ

[الذاريات: ۵۰]

پھر آسمان کے ان اجرام میں عجائبات قدرت نظر آتے ہیں۔ سوچ کو دیکھئے۔ گری جس پر حیوانات اور نباتات کی زندگی کا مدار ہے۔ سوچ ہیا کرتا ہے۔ پانی جس پر زندگی کا مدار ہے۔ اسی سوچ کی بدولت سمندر سے اٹھ کر ہم تک آپنہ چلتا ہے۔ ہواؤں کا چلنا اسی سوچ کی تاثیر کا ایک کرشمہ ہے۔ ہواؤں کے بغیر زندگی محال ہے۔ تعریف الیاح سوچ کی وجہ سے ہے۔

### اجرام فلکی اور زمین میں ارتباط و تعاون

اللّٰهُ تَعَالٰى نے کس طرح ان اجرام میں اور زمین میں تعاون اور ارتباط پیدا کر رکھا ہے۔ ورنہ سوچ اور تربیتے جان ہیں۔ ان میں قوتِ ارادتی نہیں ان میں عقل و فہم نہیں۔ زمین میں بھی قوتِ ارادتی نہیں۔ لیکن آسمان کے اجرام اور زمین کے درمیان تعاون ہے۔

الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ يُجْبِيْنَ إِلَيْهِمْ وَالشَّجَرُ يُسْجِدُنَّ

[ الرحمن : ۵۵ ، ۳۲ : ۵ ]

سوچ اور چاند کے درمیان اور زمین کی نباتات کے درمیان تعاون ہے۔ اسی طرح فرمایا :

وَالسَّمَاءُ ذَاتُ الرَّجْحٍ وَالْأَرْضُ ذَاتُ الْقَدْرٍ

[ طارق : ۱۱ ، ۱۲ : ۸۳ ]

یعنی آسمان با ارض بھیعتا ہے۔ جس کی وجہ سے زمین کی روئیدگی پھوٹتی ہے۔ اس تعاون پر عالم نباتات کا اختصار ہے۔ عالم نباتات ہمایت و سیغت،

یہ عالم نباتات انسانوں اور حیوانوں کی احتیاج کا کنفیل ہے۔ یہ عالم نباتات دولت کے خزانے ہیتاً کرتا ہے۔ اور یہ سب کچھ آسمان و زمین کے تعاون کا نتیجہ ہے۔ یہ تعاون خدا تعالیٰ اس کی قدرت کا مظاہر اس کے علم محیط اس کی بے نظر تدبیر سلطنت پر دلالت کرتا اور قلب میں معرفت پیدا کرتا ہے، اور اس کی عملت وجہوت دل پر مسلط کرتا ہے۔

## عالم انسانیت

ان طبقات اور عالموں کے علاوہ ایک عالم انسانیت بھی ہے۔ قرآن کریم نے جہاں بعض آفاقی عالموں کا ذکر کیا ہے وہاں انسانیت کو بھی ایک عالم قرار دیا ہے۔ چنانچہ ذیل کی آیات میں چند آفاقی عالموں کا ذکر ہے:

الْمُتَّرَأُ إِلَهُ يَسْجُدُ لَهُ مَنْ فِي السَّمَاوَاتِ وَمَنْ  
فِي الْأَسْاطِينَ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ وَالنَّجْمُونَ وَالْجِبَالُ  
وَالشَّجَرُ وَالذَّادُبُ وَكَثِيرٌ مِّنَ النَّاسِ

[۴۶ - ۱۸]

اور ذیل کی آیات میں انسانیت کو عالم قرار دیا ہے۔

إِنَّ هُوَ إِلَهٌ أَنَّكُمْ تَلْعَمُونَ [النَّحْشُورٍ - ۲۰]

وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ [النَّبِيَّمٍ - ۱۰۴]

یعنی قرآن کریم دنیا جہاں کی قوموں کے لئے یا وہاں ہے۔ اور رسول کریم اقوام عالم کے لئے رحمت ہیں۔ اسی طرح سے فرمایا:

إِنِّي نَصِّلُكُمْ عَلَى الْعَالَمَيْنَ

مُبَارَكًا وَ حَدَّى لِلْعَالَمَيْنَ

اللَّهُ تَعَالَى كَيْ ذَاتٍ

ذُو نَضْلٍ سَطَّ الْعَالَمَيْنَ

حَفَرْتُ مَرِيمَ كَيْ ذَكَرِينَ فَرَمَايَا :

وَ اضْطَفَاهِي غَلَانِي آءَ الْعَالَمَيْنَ (آل عمران . ۲۱)

غَرْنَ الْعَالَمَيْنَ كَيْ مَنْهِ جَهَانَ تَحْامَ آفَاقَ هِنَّ . وَهَا اسْ كَيْ مَنْيَ  
تَحْامَ اقْوَامَ عَالَمَ بَعْدِي هِنَّ .

### ربُ العالمين میں تمام قوموں کی ربوبیت کا ذکر،

ان تمام عالمین کی ربوبیت رب العالمین کے ذائقے ہے۔ خدا کے پرستاد  
کو یہ نہایت فیضی سبق سکھایا گیا ہے۔ کہ جس خدا کی عبادت کرنے کا حکم تم کو دیا  
گیا ہے۔ وہ خدا تمام جہان کی قوموں کی جسمانی اور روحانی ربوبیت کرتا  
ہے۔ تمام قوموں کو اس نے جسمانی اور روحانی قوی یکسان طور پر دے  
رکھے ہیں۔ ہر ایک قوم میں نہایت ہی ذہین اور نہایت ہی با اخلاق  
انسان موجود ہیں۔ اسی طرح تمام کی تمام اقوام خدا تعالیٰ نے زمین  
و انسان کی نعمتوں سے مالا مال کر رکھا ہے۔

## رب العالمين کے نقط میں قوموں کے اتحاد اور فراخی قلب کا سبق

یہ یقین تمام کہ خدا تعالیٰ رب العالمین ہے۔ انسان کے دل میں فراخی پیدا کرتا ہے۔ اور یہ اعتقاد دوسری قوموں کو تعصب بھری نگاہوں سے دیکھنے کے بجائے ان کو محبت بھرے دل میں جگہ دیتا ہے۔ چنانچہ حضور نبی کریم نے فرمایا:

أَلَا إِنَّ رَبَّكُمْ وَاحِدٌ وَإِنَّ أَبَاءَكُمْ وَاحِدٌ (حدیث) اور فرمایا:

لَا فَضْلَ لِعَرَبٍ إِلَّا عَجَسِيٌّ وَلَا لِعَجَسِيٍّ عَلَى عَرَبٍ  
وَلَا فَضْلَ لِأَشْوَدٍ إِلَّا أَحْمَرَ وَلَا لِأَحْمَرَ إِلَّا أَشَوْدٍ  
إِلَّا بِالشَّفْرَى (حدیث)

اور یہ بھی فرمایا:

الْخَلْقُ كُلُّهُ عَيَالُ اللَّهِ فَاخْبَثُهُمْ إِلَى اللَّهِ أَنْفَعُهُمْ  
لِعَيَالِ اللَّهِ (حدیث)

یعنی تمام کے تمام انسان خدا تعالیٰ کے عیال ہیں۔ اللہ تعالیٰ کو وہ شخص سب سے زیادہ پیارا ہے۔ جو اس کے عیال کے لئے زیادہ سے زیادہ لفظ رسان ہو۔ یہ نہایت ہی اہم ترین مقصد ہے جو

الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ

کا جملہ سراجِ نام و دنا چاہتا ہے اور جس مقصد کے حصول کے لئے

## رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَى الْعَالَمِينَ

نے ہنایت ہی موثر الفاظ میں مذکورہ بالا تلقین فرمائی ہے۔ ہم من بھروسہ اللہ اور اس کے رسول پر ایمان رکھتا ہے۔ اس پر لازم ہے کہ اپنے دل میں فراخی پیدا کرے اور اپنے دل میں عام النیت کے لئے جذبہ پہنچ دی پیدا کرے۔ نسلی امتیازات اس اعلیٰ مقصد کے حصول میں حارج ہنے نہ دے۔ اس طرح ذہبی تنگ طرفی و تنگ نظری کو بلے دینی یقین کرے مشرق و مغرب کا سوال اس کے سامنے کوئی دیوار کھڑی نہ کر سکے، یا سرحدی، پنجابی، سندھی، بنگالی اور ہندوستانی کے پہاڑ سامنے آئیں تو ان کو پچاہا نہ جائے۔ اختلافِ زنگ ہو یا اختلافِ زبان ہو ان سب کو نظر انداز کر دے۔ اور تمام النیت میں برادری قائم کرنے کا عزم کر لے۔ جیسا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کر کے دکھایا تھا۔ حضور نے

**إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ** [ محاجات - ۱۰ ]

کا نظریہ تلقین فرمایا۔ اور اس پر عمل کر کے دکھایا۔ لیکن آج کیا حالت ہے وہ مسلمان جوان تعلیمات کا حامل تھا۔ وہ مسلمان جو

**أَخْرِجَتِ اللَّهُ أَنَّاسٍ** [ آل عمران - ۱۰۹ ]

کا مصداق تھا۔ وہ مسلمان جس کو تمام قوموں میں اتحاد پیدا کرنے کا حکم یا گیا تھا۔ وہ آج خود مسلمانوں کو کافر کہتا اور اسی کو اپنی ذہبی زندگی کا مال سمجھتا ہے۔ حالانکہ ایسا کرنا خدا اور خدا کے رسول کی تعلیمات حق کی

صریح طور پر خلاف ورزی ہے۔ ایسا کرنے سے باز ہنا چاہئے۔ اور اپنی حرکات و سکنات اور اپنی تقریر و تصنیف میں اصل مقصد کو پر اکرنے کی طرف تو جو دینا چاہئے۔

## رب العالمین میں انسان کی ذہنی و روحانی

### تربیت کا ذکر،

الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ میں صرف آنا ہی نہیں بیان کیا گیا کہ خدا تعالیٰ تمام کی تمام اقوام عالم کی جسمانیات کی ربوبیت کرتا ہے۔ ظاہر ہے جسمانیات میں تو جیوان بھی انسان کا شریک ہے۔ وہ چیز جو انسان کو جیوان پر فوکیت بخشتی ہے یہ ہے کہ وہ اسکے ذہنی اور رُوحانی قویٰ کی تربیت کے لئے ہر قوم میں نبی مبعوث فرمائے۔ اور اسے ہر قوم کیلئے روحانی بارش بیشکل کتاب نازل فرمائی۔ چنانچہ اس کا ذکر اسی سورہ فاتحہ میں آگے چل کر ہمایت واضح طور پر کرو یا ہے۔ وہ ذکر

صَرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ میں کیا گیا ہے۔ مسلمانوں کو حکم دیا کہ تمام اقوام عالم کے انبیاء اور اولیاء پر جو العلامات ہم نے نازل کئے ہیں۔ ان تمام العلامات کے وارث اپنے آپ کو بنائیں یعنی تمام قوموں کے ہادیوں کے اخلاق اپنے اندر پیدا کریں، تاکہ ان پر وہ العلامات نازل ہوں جو ان بزرگوں پر نازل ہوتے اور مسلمانوں

## رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَى الْعَالَمِينَ

نے ہنایت ہی موثر الفاظ میں مذکورہ بالا تلقین فرمائی ہے۔ ہم من بھروسہ اللہ اور اس کے رسول پر ایمان رکھتا ہے۔ اس پر لازم ہے کہ اپنے دل میں فراخی پیدا کرے اور اپنے دل میں عام النیت کے لئے جذبہ پہنچ دی پیدا کرے۔ نسلی امتیازات اس اعلیٰ مقصد کے حصول میں حارج ہنے نہ دے۔ اس طرح ذہبی تنگ طرفی و تنگ نظری کو بلے دینی یقین کرے مشرق و مغرب کا سوال اس کے سامنے کوئی دیوار کھڑی نہ کر سکے، یا سرحدی، پنجابی، سندھی، بنگالی اور ہندوستانی کے پہاڑ سامنے آئیں تو ان کو پچاہا نہ جائے۔ اختلافِ زنگ ہو یا اختلافِ زبان ہو ان سب کو نظر انداز کر دے۔ اور تمام النیت میں برادری قائم کرنے کا عزم کر لے۔ جیسا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کر کے دکھایا تھا۔ حضور نے

**إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ** [ محاجات - ۱۰ ]

کا نظریہ تلقین فرمایا۔ اور اس پر عمل کر کے دکھایا۔ لیکن آج کیا حالت ہے وہ مسلمان جوان تعلیمات کا حامل تھا۔ وہ مسلمان جو

**أَخْرِجَتِ اللَّهُ أَنَّاسٍ** [ آل عمران - ۱۰۹ ]

کا مصداق تھا۔ وہ مسلمان جس کو تمام قوموں میں اتحاد پیدا کرنے کا حکم یا گیا تھا۔ وہ آج خود مسلمانوں کو کافر کہتا اور اسی کو اپنی ذہبی زندگی کا مال سمجھتا ہے۔ حالانکہ ایسا کرنا خدا اور خدا کے رسول کی تعلیمات حق کی

صریح طور پر خلاف ورزی ہے۔ ایسا کرنے سے باز ہنا چاہئے۔ اور اپنی حرکات و سکنات اور اپنی تقریر و تصنیف میں اصل مقصد کو پر اکرنے کی طرف تو جو دینا چاہئے۔

## رب العالمین میں انسان کی ذہنی و روحانی

### تربیت کا ذکر،

الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ میں صرف آنا ہی نہیں بیان کیا گیا کہ خدا تعالیٰ تمام کی تمام اقوام عالم کی جسمانیات کی ربوبیت کرتا ہے۔ ظاہر ہے جسمانیات میں تو جیوان بھی انسان کا شریک ہے۔ وہ چیز جو انسان کو جیوان پر فوکیت بخشتی ہے یہ ہے کہ وہ اسکے ذہنی اور رُوحانی قویٰ کی تربیت کے لئے ہر قوم میں نبی مبعوث فرمائے۔ اور اسے ہر قوم کیلئے روحانی بارش بیشکل کتاب نازل فرمائی۔ چنانچہ اس کا ذکر اسی سورہ فاتحہ میں آگے چل کر ہمایت واضح طور پر کرویا ہے۔ وہ ذکر

صَرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ میں کیا گیا ہے۔ مسلمانوں کو حکم دیا کہ تمام اقوام عالم کے انبیاء اور اولیاء پر جو العلامات ہم نے نازل کئے ہیں۔ ان تمام العلامات کے وارث اپنے آپ کو بنائیں یعنی تمام قوموں کے ہادیوں کے اخلاق اپنے اندر پیدا کریں، تاکہ ان پر وہ العلامات نازل ہوں جو ان بزرگوں پر نازل ہوتے اور مسلمانوں

کو یہ سبق دیا گیا ہے کہ تمام اقوام کے ہادیوں کی ول سے تعظیم کرو کر بینکہ ایسا کرنا اتحاد عالم کے پیدا کرنے کے لئے نہایت ہی موثر طریق ہے اور اتحاد اقوام عالم اللہ اور اس کے رسول کا اہم مقصد ہے۔

### سُورَةُ الْأَنْعَامُ میں مُسْلِمَانُوں پر آنے والی آفات کا ذکر،

اس نہایت ہی لفظ بخش تلقین کے بعد ان آفات کا بھی ذکر کیا گیا ہے جن سے بچنا ضروری ہے۔ ورنہ مذہبی آدمی ان میں بتلا ہو کر اور ان کا شکار ہو کر تمام نعماء سے اور تمام برکات سے اپنے آپ کو محروم کر لیتا ہے ان آفات کا ذکر

عَيْدُ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الصَّائِمُونَ  
میں کیا گیا ہے۔ ان کے متعلق حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:  
عَيْرُ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ  
یہودیوں پر صادق آتی ہے اور

**وَلَا الصَّائِمُونَ**

نصاریٰ پر۔ ان الفاظ کے استعمال سے مسلمانوں کو نصیحت کی گئی ہے کہ اپنے کتاب پر جو آفات اتریں۔ ایسا نہ ہو کہ وہ مسلمانوں پر بھی اتریں مسلمانوں کے پاس بھی ایک کتاب ہے، ایسا نہ ہو کہ مسلمان اس کتاب سے غافل ہو جائے۔ اور

إِنَّهُمْ لَا هُدًى لَّهُذَا الْقُرْآنَ مَهْمُجُورُّا

[فتنان - ۴۰] ۲۹

کامصداق بن جائے اور با وجود اعلیٰ درجے کی کتاب کے پالینے کے  
مُعْضُوبٌ عَلَيْهِمْ

کی تعمیر بن کر رہ جائے جنور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ اگر یہودی  
متفرق ہو کر اکھتر فرقوں میں تقسیم ہو گئے تو میری امت بھی یہود کی طرح  
تفزیت میں پڑ کر اکھتر چوڑا بہتر فرقے بن جائے گی۔ اور

شَبَرًا بَشِّيرٍ (حدیث)

اور

خَرَا عَابِدُ رَاعِ

کی مصدقاق نظر آئے گی۔ یعنی میری امت پوری پوری طرح یہودی صفت  
ہو جائے گی۔

## مسلمانوں اور مسیحیوں کی اصلاح کے لئے

یہودی مسیح کا ظہور!

جب ایسا ہو گا تو میری امت کا ایک مجدد میعادم ہو کر یہودی صفت مسلمانوں  
کی اصلاح و برایت کے لئے بعوث کیا جائے گا۔ اور فرمایا۔ اس مسیح کا  
دوسرا کام اس قوم کی سر کوپی ہو گا۔ جو

وَلَا الْحَضَارَ يُنْ

کی مصدقاق ہے۔ یعنی نصاریٰ کی چنانچہ اس مسیح پر۔

(جید)

## یکس الصلیب

کا اہم فرضیہ عایلاً کیا گیا۔

مسلمانوں کی اصلاح کرنا اور عیسائی مذہب کی جو طبقات دینا و دنوی نہایت مشکل کام تھے مسلمانوں کی اصلاح ہدودیت ہے اور عیسائی مذہب کا بیلان کر دکھانا میجانی ہے۔

## حضرت مرزا غلام احمد صاحب کا

### دعویٰ اور کام

حضرت مرزا غلام احمد صاحب نے دعویٰ کیا میں پوچھوئی صدی کا مجید ہوں میں مسلمانوں کی تجدید کا کام کرنے کے لئے اور عیسائیوں کی صلیب نوٹ دینے کے لئے مامور کیا گیا ہوں میرا کام غافل مسلمانوں کو اللہ رسول کے احکام کا پابند نہیں۔ ان کے دلوں میں حضور نبی کریمؐ کا عشق تازہ کرنا، ان کو قرآن کریم کے علم سے بہرہ در کرنا، ان کے اندر زندگی کی رُوح پھونکنا، ان کو تقویٰ ہمارت کی را ہوں پر چلانا ہے۔ ان کو قربانی و ایثار کا سبق دینا، ان کو دنیا پر دین کو تقدم کرنے کا عزم کر لینے کا سبق دینا۔ ان کے دلوں کو اشاعتِ اسلام کے جذبے سے معمور کرنا نہایت ہی مشکل کام تھا۔ اور اسی طرح کسر صلیب کرنے کا دعویٰ کرنا بے شمار شکلات کو دعوت دینا تھا۔

## عیسائیت کے شرید حملے اور حضرت

### مرزا صاحب کے مقابلہ میں شکست

عیسائی گورنمنٹ ہواں کے سایہ کے نیچے پادری مردوں اور پادری عورتوں کے شکروں کے لشکر تمام شہروں پر چھائی ہوئے ہوں ان کے سکول، کالج، ہسپیتال ہوں۔ ان کے اخبارات و میگزین ہوں۔ ان میں قادر الكلام لیکھ رہوں۔ ان میں اعلیٰ پایہ کے مصنف ہوں۔ ان کے ہاتھ میں بے انداز دولت ہو۔ ان کے مقابل پر ایک گاؤں میں رہنے والا شخص تن تہنا اعلان کر دیتا ہے کہ ہیرے مقابل پر عیسائیت کی اواز شکست کھا جائیں گی۔ بظاہر یہ امر نہایت ہی مشکل بلکہ عال نظر آتا تھا۔ عیسائی بڑی قوت اور زور کے ساتھ اسلام پر حملہ آور تھے۔ اور ان کی دیکھا دیکھی آریہ بھی بڑے طمثاق سے اسلام پر حملہ آور ہوئے۔ لیکن اس بزرگ آسمانی میں دونوں قویں حضرت مرزا صاحب کے مقابل پر کمزور ثابت ہوئیں۔ اور دونوں شکست کھا گئیں۔ اور معاملہ یہاں تک پہنچا کہ عیسائیوں نے اپنے پادریوں کو تنبیہہ کروی کہ حضرت مرزا صاحب اور ان کے رفقاء کے مقابل پر میدان میں نکلا ترک کرو۔ کیونکہ ایسا کرنا شکست مول لینا ہے۔ اور اپنی تزلیل کرنا ہے۔

## حضرت مرزا صاحب کی تبلیغی خدمت

### اور فتوحات اسلامی

پنجاب کے مسلمان گواہ یہیں کہ حضرت مرزا صاحب کے مقابل پر اخنوں نے ہر مقام پر پادریوں اور آریوں کو شکست کھاتے دیکھا۔ اور پنجاب کے لوگ گواہ یہیں کہ حضرت مرزا صاحب اور ان کے رفقا پادریوں اور آریوں کے مقابل پر ہر میدان میں فتحنامہ پائے گئے۔ اور پنجاب کے بعض علماء نے اگر کہیں پادریوں یا عیسائیوں کے ساتھ مناظرہ کیا تو حضرت مرزا صاحب کی کتابوں سے استفادہ کرنا ضروری سمجھا۔ پنجاب کے لوگوں نے حضرت مرزا صاحب کی جماعت کا تبلیغ کرتے ہوئے قرآن کے درس شروع کئے۔ پنجاب کے لوگوں نے حضرت مرزا صاحب کی جماعت کے تبلیغ میں تبلیغی ادارے قائم کئے۔ پنجاب کے لوگوں نے یقین کیا کہ قادیانی میں محدث اسلام ہے۔ اور حضرت مرزا صاحب کی جماعت کے عمل میں اسلام ہے۔ پھر دنیا جہاں کے لوگوں نے مشاہدہ کیا کہ حضرت مرزا صاحب کے رفقانے یورپ میں جا کر اسلام کی فتح کے جھنڈے سے گاٹے اور عالم اسلام میں یہ احساس پیدا کیا کہ اسلام دنیا پر غالب ہے۔ مکتبہ دنیا نے اسلام نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا کہ اس جماعت نے جو لیر بچر پیدا کیا۔ وہ کس قدر منفرد ہے۔ اس لیے بچر کا مقابلہ ہونا بتاتا ہے۔

کہ اس سلسلہ کے باñی اور اس کی جماعت نے صحیح طور پر اسلام کو پیش کیا ہے۔ اور اس طرح ہنایت اہم خدمات انجام دیں۔

## آسمانی شہادت - رمضان میں کسوف خسوف

یہ تو ہے زمین کی گواہی حضرت مزرا صاحب کے حق میں۔ اب آسمان کی گواہی سن لیجئے گا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ آسمان بھی ہمارے ہدی کے حق میں گواہی فرمے گا۔ اس صحن میں فرمایا ہے۔

إِنَّ لَتَهْدِيْنَا أَبْيَاتِنِيْنَ لَمَّا تَكُونَنَا مُسْذَخَلِيْنَ الشَّمَوْاتِ  
وَالْأَرْضُ يُنْكَسِفُ الْقَمَرُ لِأَوْلَىٰ نَيْلَةٍ مِنْ رَمَضَانَ وَ  
يُنْكَسِفُ الشَّمْسَ فِي النِّصْفِ مِنْهُ

(حدیث)

یعنی یہ شک ہمارے ہدی کے لئے دو نشان ہیں۔ جو کبھی کسی دو مرے کے لئے نہیں دکھلاتے گئے۔ جب سے آسمان و زمین پیدا کئے گئے ہیں اور وہ یہ ہیں کہ ماہ رمضان میں چاند کہنے والے کی پہلی رات کو واقع ہو گا اور اسی ہمینہ میں سورج گہن گرن کی درمیانی تاریخ کو ٹھوڑ پذیر ہو گا۔

حضورؐ نے اس زمانہ کے مجدد کے لئے یہ نشان مقرر کیا تھا۔ کوہ کسر صلیب کرو کھائی گا۔ پھر یہ روشن ترین نشان اس کے حق میں بیان فرمایا کہ اس کی صداقت کے لئے آسمان پر دو گواہ لگزیں گے جن کا ایک دنیا شاہدہ کرے گی۔ یہ وہ نشان ہیں جن کا پورا کرنا کسی انسان کی طاقت میں نہیں۔ حضورؐ نے فرمایا تھا کہ وہ گواہی شمس و قمر دونوں نیزین مل کر

آسمان پر اس صورت میں دیں گے کہ ماہ رمضان میں دونوں کو گہن لگے گا۔ اور اس نشان کی اہمیت بیان کرنے کے لئے فرمایا۔ کہ جب سے دنیا وجود میں آئی ہے۔ سورج اور چاند دونوں کو رمضان کے ہمینے میں کبھی ان تاریخوں میں گہن نہیں لگا۔ چنانچہ ایک دنیا نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیش گوئی کو حضورؐ کے غلام کے حق میں پورا ہوتے ہوئے دیکھا ۲۸۹۳ء کا ماہ رمضان تھا۔ جب آسمان پر سورج اور چاند دونوں نے اپنے اپنے گہن کی شہادت پیش کی کہ حضرت مرزا صاحب اس زمانہ کا امام ہے ۔

آسمان پارہ نشان الوقت میں گوید زین!  
ایں دو شاہد از پیٹے تائید من ایستادہ اند

### دعوت نبوت کا غلط الزام اور مجددیت کا اعلان

حضرت مرزا صاحب کی خدمات بہت روشن ہیں۔ آپ کی صداقت پر زین و آسمان دونوں شہادت پیش کرتے ہیں۔ تاہم

سبتة اللہ

کے مطابق آپ کے مخالفین نے ان بوناکام کرنے کے لئے ایڑی چوپی کا زد لگایا۔ اس میں سب سے زیادہ زور حرف کرنے والے مخالف علماء تھے۔ جن کا زبردست حربہ یہ تھا کہ ان کو مدعا نبوت قرار دے کر آپ پر کفر کا فتویٰ لگایا جاتے۔ اور اس طرح سے مسلمانوں کے دلوں میں آپ کے خلافیہ

ترین جذبہ نفرت پیدا کیا جائے۔ چنانچہ مخالف علماء نے آپ کی تکفیر کی اور مسلمانوں کو آپ کے خلاف بھڑکایا۔ ان کے جواب میں حضرت مرزا صاحب نے نہایت ہی میں الفاظ میں بار بار اعلان کیا کہ میرا دعویٰ بنی ہونے کا نہیں ہے۔ بلکہ میرا دعویٰ مجدد ہونے کا ہے۔ جو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کی بنابری کیا گیا ہے۔

إِنَّ اللَّهَ يَسْعِثُ لِهَذَا الْأُمَّةِ عَلَى رَأْسِ كُلِّ مَا تَعْهَدَ

سَنَةٌ مَنْ يَجْدَدُ لِهَا دِينَهَا

حدیث،

آپ نے اس حدیث تشریف کو اپنی ابتدائی کتابوں میں بار بار دہرا�ا۔ اور لکھا ہے کہ یہ حدیث میرے دعوے کی اساس ہے۔ اور اس حدیث کو اپنی تمام کتابوں میں نکرار سے بیان کیا۔ حتیٰ کہ اپنی آخری کتاب حقیقتہ اوحی کے آخری حصہ میں جوزیان عربی میں ہے۔ اس حدیث کو پاپخ و فوجہ دہرا�ا ہے: تاکہ مسفف مزاج لوگوں پر یہ امر واضح ہو جائے۔ کہ دعویٰ صرف مجددیت کا ہے تو کہ نبوت کا۔

## دعویٰ نبوت سے انکار

علاوه ازی حضرت مرزا صاحب نے ان علماء کو یقین دلانے کے لئے خدا کو شاہد قرار دے کر یہ اعلان کیا:

”اس عابز نے سنا ہے کہ اس شہر دہلی کے بعض اکابر علماء میری نسبت یہ الام م مشور کرتے ہیں کہ یہ شخص نبوت کا مدحی ہے۔ لہذا میں

## اظہار اللحق

عام و خاص اور تمام بزرگوں کی خدمت میں گذارش کرتا ہوں کریہ الزام  
سراسرا فراہم ہے۔ نہ میں نبوت کا مدعا ہوں۔ اور نہ ہی محجزات وغیرہ سے  
منکر۔ بلکہ میں ان تمام امور کا قائم ہوں جو اسلامی عقائد میں داخل ہیں۔  
اور جیسا کہ سنت جماعت کا عقیدہ ہے۔ ان سب با توں کو تسلیم کرتا ہوں  
جو قرآن اور حدیث کی رو سے مسلم الثبوت ہیں اور سیدنا و مولانا حضرت  
محمد صلی اللہ علیہ وسلم ختم المسلمين کے بعد کسی دوسرے مدعی نبوت  
اور رسالت کو کاذب اور کافر جانتا ہوں۔ میرا یقین ہے۔ وحی رسالت  
حضرت آدم صلی اللہ علیہ شروع ہوئی۔ اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ  
 وسلم پر ختم ہو گئی۔ میری اس تحریر پر ہر ایک شخص گواہ رہے۔ اور خداوند  
 سینم و علیم اول الشاهدین ہے کہ میں ان تمام عقائد کو مانتا ہوں۔ جن  
 کے ماننے کے بعد ایک کافر بھی مسلمان تسلیم کیا جاتا ہے۔ ”پھر جائیں  
 مسجدِ دہلی میں ذیل کا اعلان کیا:-

”دوسرے الزامات جو مجھ پر لگائے جاتے ہیں۔ کہ یہ شخص  
نبوت کا مدعی اور ختم رسالت کا انکاری ہے۔ یہ رسالے  
الزامات دروغ مخفی اور باطل ہیں۔ ان تمام امور کے  
متعلق میرا وہی مذہب ہے جو دیگر اہل سنت والجماعت  
کا مذہب ہے۔ اب میں مفصلہ ذیل امور کا مسلمانوں کے  
سامنے صاف صاف اقرار اس خانہ خدا میں کرتا ہوں کہ میں

جناب خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کا اٹالی  
ہوں اور جو شخص ختم نبوت کا منکر ہو اس کوبے دین اور  
دانہ اسلام سے خارج سمجھتا ہوں ۔ ”

[ دین الحق صفحہ ۲۹ ]

اور جب ان پر یہ سوال ہوا کہ آپ نے رسالہ فتح اسلام میں نبوت کا دعویٰ  
کیا ہے۔ تو اس پر جواب دیا ہے ۔

\* ”نبوت کا دعویٰ نہیں بلکہ تجدیدیت کا دعویٰ ہے جو خدا  
تعالٰی کے حکم سے کیا گیا ہے۔ ”

[ ازاد ادیام صفحہ ۳۲۱ ]

پھر لکھتے ہیں ۔

\* ” ہم بھی مدعا نبوت پر لعنت بھیجتے ہیں ۔ ”

[ مجموعہ اشتہارات صفحہ ۴۲۳ ]

پھر لکھتے ہیں ۔

\* ” میرے لئے کب جائز ہے کہ میں نبوت کا دعویٰ کر کے  
اسلام سے خارج ہو جاؤں ۔ اور کافروں کی جماعت  
سے جا طلوں ۔ ” [ حمایۃ البشری صفحہ ۹ ]

پھر لکھتے ہیں ۔

\* ” کیا ایسا بد نجت مفتری جو خود نبوت اور رسالت کا دعویٰ  
کرتا ہے۔ قرآن شریف پر ایمان رکھ سکتا ہے۔ اور کیا

وَشَخْصٌ جُوْ قُرْآنَ شَرِيفَ پُرَايَمَانَ رَكْتَابَهُ  
وَلَكِنَّ رَسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ

[الاحزاب - ۳۰]

کو خدا کلام یقین کرتا ہے۔ وہ کہہ سکتا ہے کہ میں بھی اُن حضرت  
صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد رسول اور نبی ہوں۔“

[انعام آخر تم صفحہ ۱۰]

پھر لکھتے ہیں :-

\* ”اللَّهُ تَعَالَى كَوَيْرَثَ يَا إِنْ تَهْبَى كَخَاتَمِ النَّبِيِّينَ كَمَعْدُنِي  
بِيَحْسِنِي - اور نہیں شایان اس کو کہ سلسلہ نبوت کو دوبارہ اذ منزَّل  
شروع کر دے۔ بعد اس کے کہ وہ اسے قطع کر چکا ہے۔“

[آیۃ کمالات اسلام صفحہ ۲۳]

پھر لکھتے ہیں :-

\* ”افْرَارَ كَطُورَ پِرْ هُمْ پَرِيزَ تَهْتَ لَگَاتَهُ ہیں کَ گُوْيَا ہمْ نَهَيْ  
نبوت کا دعویٰ کیا ہے۔“ [حَمَّةُ الْبَشَرِيَّ صفحہ ۸]

اوں لکھتے ہیں :-

\* ”یاد رہے کہ یہ تمام افرا ہیں۔ ہمارا ایمان ہے کہ ہمارے  
سید و مولیٰ حضرت محمد ﷺ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں  
اور ہم فرشتوں اور صحیح زاد اور تمام عقائد اہل سنت کے قائل  
ہیں۔“

[حاشیہ کتاب البریہ صفحہ ۱۸۷]

اور لکھتے ہیں :-

\* ”جو شخص میرے پر شرارت سے یہ الزام لگاتا ہے بہو عوای نبوت اور رسالت کا کرتے ہیں۔ وہ جھوٹا اور ناپاک خیال ہے“

[ایک عملی کا ازالہ]

پھر لکھتے ہیں :-

\* ”اور اگر یہ اعتراض ہے کہ نبوت کا دعویٰ کیا۔ اور وہ کلمہ کفر ہے تو بجز اس کے کیا کہیں

*لَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الْكَاذِبِينَ الْمُفْرِّيْنَ*

[الاذلال اسلام۔ صفحہ ۳۳]

## وحیٰ نبوت سے انکار اور وحیٰ ولایت کا اقرار،

بنی وہ ہوتا ہے جس پر جراحتی وحیٰ نبوت لے کر اترے جو حضرت مرزا صاحب نے کبھی یہ دعویٰ نہیں کیا کہ میرے اور پر وحیٰ نبوت نازل ہوئی۔ وہ تو واضح الفاظ میں لکھتے ہیں کہ میرے اور پر وحیٰ ولایت اترنی ہے۔ اور وہ ہمایت و فناحت سے بیان کرتے ہیں کہ وحیٰ نبوت ہمیشہ کے لئے منقطع ہو چکی ہے۔ اس لئے اب وحیٰ نبوت کا سلسلہ دوبارہ جاری نہیں ہو سکتا۔

## ابڑائے وحیٰ نبوت سے ختم نبوت اور تکمیل شریعت کا البطل ہوتا،

” اور اگر بالفرض محال وحیٰ نبوت جاری ہو جائے تو اس صورت میں

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین نہیں بھرتے اور خدا تعالیٰ کے  
جس نے

**وَلِكُنْ رَسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّنَ**

[الاذکار - ۳۰]

گی آیت میں وعدہ دیا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں  
ہوئے گا۔ اس کا وعدہ نعوذ باللہ جبوٹا ثابت ہو گا۔ لیکن خدا حادق ال وعدہ  
وہ کبھی ایسا نہیں کرے گا۔ کہ از مر رسول پھیج کر وحی نبوت کا سلسلہ  
چاری کرنے۔ اور وہ لکھتے ہیں۔ اگر بالفرض حال کوئی نبی آجائے اور اس  
پر وحی نبوت کا نزول شروع ہو جائے تو قرآن کریم کا دعویٰ  
**الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لِكُمْ دِينَكُمْ**

[ہدایہ - ۳]

نعمود باللہ بالہ ہو جائے گا۔ اور وہ لکھتے ہیں۔ کہ ختم المرسلین کے بعد  
کسی نبی کا آنا فاسد عظیم کا باعث ہو گا۔ اور وحی نبوت کے دوبارہ شروع  
ہو جانے سے اسلام کا تختہ اللہ جائے گا۔ اس لئے اس قسم کا اعتقاد کر کنا  
کہ اب کوئی نبی اسکتا ہے۔ نیا ہو یا پرانا، جدید ہو یا قدیم معصیتِ الہی  
ہے۔ اور جبرایل کا وحی نبوت لے کر نازل ہونے کا عقیدہ کفر ہے۔  
یکونکہ ایسا اعتقاد قرآن کریم اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب  
ہے۔ اس صحن میں مراضا حب نیہاں تک لکھا ہے کہ اگر ایکبھی وحی  
نبوت بھی نازل ہو جائے تو حضرت نبی کریم کی ختم نبوت کی ہر لمحہ باتی

ہے۔ اور قرآن کریم کا  
خاتمۃ الکتب  
ہونا بھی نعمۃ بالشکل غلط نہیں ہوتا ہے۔

## القطارع و حی نبوت کے متعلق

### حضرت مرزا صاحبؑ کے بیانات

ذیل میں وہ عبارات درج کی جاتی ہیں۔ جن میں یہ امر و اضع کیا گیا ہے، کہ  
بجز ایشل کا آنا اور نزول وحی نبوت دونوں منقطع ہیں اور وہ عبارات بھی  
جن میں حضرت مرزا صاحبؑ نے یہ بتایا ہے کہ مجھ پر وحی ولایت اُترتی  
ہے۔ اور وحی ولایت تلقیامت جاری رہے گی۔ یعنکہ وحی ولایت کا  
جاری رہنا حضور نبی کریمؐ کے زندہ نبی ہونے کا ثبوت ہے اور کہ وحی  
ولایت اس لئے جاری رکھی گئی ہے۔ تاکہ مسلمانوں کا ایمان تاہہ ہوتا ہے  
چنانچہ ہزار ہا اولیا عاصم اُمت میں ہوئے جن کی وجہ سے مسلمانوں کا ایمان  
تقویت حاصل کرتا رہا ہے۔“

[اذالم اوہام - صفحہ ۳۵]

\* ”نبی کی نبوت تمام کے لوازم وحی نبوت اور نزول بجز ایشل ہے جب  
تمزق قرآن کریم نبی اس کو کہتے ہیں جس نے احکام و عقائد دین بجز ایشل  
کے ذریعہ سے حاصل کئے ہوں۔ لیکن وحی نبوت پر قویروں سو بریس سے

مر لگ گئی ہے۔” [اذالہ ادہام۔ صفحہ ۵۳۳]

ظاہر ہے کہ حضرت مرزا صاحب نے عقائدِ دین قرآن کریم کے مطالم سے اور احادیث کے مطالم سے بیکھے تھے۔ اور انہوں نے اس صحن میں اپنے ان اساتذہ کے نام بھی لکھے ہیں۔ جن سے انہوں نے استفادہ کیا۔ مثلاً مولوی سے فضل احمد صاحب اور سید ملک علی شاہ صاحب۔ ان کا دعویٰ نہیں ہے کہ جیرائیل نے ان کو عقائدِ دین سکھائے تھے۔ اور نہ ہی یہ دعویٰ کرتے ہیں۔ کہ جیرائیل وحی نبوت لے کر میرے اوپر نازل ہوتے ہیں۔ بیوتوں کی یادوں نے سڑاٹھ حضرت مرزا صاحب میں نہیں پائی جاتی۔ اس لئے وہ بنی نہیں ہر سکتے اور نہ ہی انہوں نے بنی ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ وہ اس صحن میں ایک اور اصول بیان کرتے ہیں۔ وہ یہ کہ ”ہر وہ شخص جن میں شان اکتاب پائی جاتی ہے وہ بنی نہیں ہو سکتا۔“ اور فرمایا۔ ”کوئی رسول دینا میں مطیع ہو کر نہیں آتا۔ بلکہ وہ مرف اپنی اس دھی کا مقیم ہوتا ہے جو اس پر زیبیع جیرائیل نازل ہوتی ہے۔“ دا زالہ ادہام۔ صفحہ ۴، ۵) حضرت مرزا صاحب تو مطیع اور محکوم تھے اور قرآن کی دھی کے پابند تھے۔ اور وہ اپنے اہم کوڑے اپنے لئے عبت قرار دیتے تھے۔ اور نہ کسی اور کے لئے بلکہ انہوں نے ایک اصولی بات لکھی ہے کہ اولیاء امت کی دھی کسی شخص کے لئے بھی حجت نہیں ہوتی۔

(۲) فرمایا : ”ہر ایک دانہ سمجھ سکتا ہے کہ اگر خدا تعالیٰ مصادق ال وعد ہے۔ اور جو آیت خاتم النبیین میں وعدہ دیا گیا ہے اور جو حدیثوں میں

بالتفريع بیان کیا گیا ہے کہ اب جبرائیل کو بعد وفات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ کے لئے دھی نبوت لانے سے منع کیا گیا ہے۔ یہ تمام بائیس پچ اور صحیح ہیں تو پھر کوئی شخصی بحیثیت رسالت ہمارے بنی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ہرگز ہمیں آ سکتا۔“

[اذالہ اوہام۔ صفحہ ۵]

(۴) ”جس طرح یہ ممکن ہمیں کہ آنتاب نکلے اور اس کے ساتھ روشنی نہ ہو۔  
اس طرح یہ ممکن ہمیں کہ دنیا میں ایک رسول اصلاح خلق کے لئے آوے۔ اور اس کے ساتھ دھی الہی اور نزول جبرائیل نہ ہو۔“

[اذالہ اوہام۔ صفحہ ۵]

(۵) ”اور رسول کی تعلیم کے لئے یہی سنت اللہ قدیم سے جاری ہے جو وہ بالواسطہ جبرائیل کے اور بذریعہ نزول آیات ربنا فی وکلام رحمنی کے سکھائے جاتے ہیں۔“ [اذالہ اوہام۔ صفحہ ۳۵]

(۶) ”رسول کی حقیقت اور ماہریت میں یہ امر داخل ہے۔ کہ دینی علوم کو بذریعہ جبرائیل حاصل کرے اور ابھی ثابت ہو چکا ہے کہ اب وہی رسالت تا قیامت منقطع ہے۔“ [اذالہ اوہام۔ صفحہ ۴۱۳]

(۷) ”قرآن کریم بعد خاتم النبیین کے کسی رسول کا آنا جائز نہیں رکھتا۔ خواہ وہ نیا رسول ہو یا پُرانا ہو۔ یکونکہ رسول کو علم دین توسط جبرائیل ملا ہے اور باب نزول جبرائیل بہ پیرایہ وحی رسالت مدد و دہ ہے اور یہ بات خود محتنہ ہے کہ دنیا میں رسول تو آوے مگر سلسلہ وحی رسالت

[اذالہ اوہام۔ صفحہ ۴۱] نہ ہو۔"

(۸) "ظاہر ہے کہ یہ بات مسئلہ محال ہے کہ خاتم النبیین کے بعد جبرایل کی آمد درفت وحی رسالت کے ساتھ پھر شروع ہو جائے۔"

[اذالہ اوہام۔ صفحہ ۵۸۳]

(۹) "حدائق اعلیٰ ایسی ذلت اور سوانح اس امت کے لئے اور ایسی بہتک اور کسرشان اپنے بنی مقبول خاتم الانبیاء کے لئے ہرگز روانہ نہیں رکھے گا۔ کہ ایک رسول کو بیچھ کر جس کے آنے کے ساتھ جبرایل کا آنا ایک صدری امر ہے۔ اسلام کا تختہ ہی اللہ دے۔ حالانکہ وہ وعدہ کر چکا ہے کہ بعد اُنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کوئی رسول نہیں بھیجا جائے گا۔"

[اذالہ اوہام۔ صفحہ ۵۸۶]

(۱۰) "طالبین حق کے لئے یہ بات واضح ہے کہ اگر ہم اپنے بنی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی بنی کے آنے کا بواز قبول کریں۔ تو گویا ہم نے وحی بہت کا دروازہ کھول دیا۔ حالانکہ وہ بند ہو چکا تھا۔ اور یہ امر خلاف ہے جیسے کہ یہ بات مسلمانوں سے مخفی نہیں۔ اور ہمارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کس طرح کوئی بنی آسمان ہے جب کہ ان کی وفات کے بعد وحی منقطع ہو گئی۔ اور اللہ تعالیٰ نے اب نیوں کا خاتمہ کر دیا۔"

[جماعۃ البشری۔ صفحہ ۳۹]

(۱۱) "قرآن شریف جب کہ آیت

۲۷۷  
کُلْتُ لَكُمْ وَيَنْجُوكُمْ

[مائہ - ۳۰]

اور آیت

**وَلِكُنْ رَسُولُ اللَّهِ وَخَاتَمُ النَّبِيِّينَ**

[الاذفاب - ۳۰]

میں صریحًا بیوتوت کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم کر چکا ہے۔ اور صریح لفظوں میں فرمایا چکا ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں اگر حضور کے بعد سلسلہ وحی بیوتوت جاری ہو جائے۔ تو بتاؤ اس صورت میں ختم بیوتوت اور ختم وحی بیوتوت کیاں رہا۔ [تحفہ گولڑویہ۔ صفحہ ۸۳]

(۱۲) ”ظاہر ہے کہ اگرچہ ایک ہی دفعہ وحی کا نزول فرض کیا جائے اور صرف ایک ہی فقرہ حفت رجرا ایں لادیں اور پھر حصہ ہو جائیں۔ یہ امر بھی ختم بیوتوت کے منانی ہے۔ یکون کہ حب ختمیت کی ہڑوٹ کئی۔ اور وحی رسالت پھر نازل ہونا شروع ہو گئی۔ تو پھر تھوڑا یا بہت نازل ہونا برابر ہے یہیں ایسا نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ آیت

**وَلِكُنْ رَسُولُ اللَّهِ وَخَاتَمُ النَّبِيِّينَ**

[الاذفاب - ۳۰]

میں ہو وعدہ دیا گیا ہے اور جو حدیثوں میں بالتفصیل بیان کیا گیا ہے۔ کہ اب جبرا ایں بعد وفات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ کے لئے وحی بیوتوت لاتے ہے منع کیا گیا ہے۔ اب کوئی شخص بحیثیت رسالت ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ہرگز نہیں اسکتا۔“ [ازالہ اوہام۔ صفحہ ۵]

(۱۳) ”اگر کوئی شخص خدا کے علم میں بھی بنی ہو۔ اس پر بھی وہی اختراض

لازم ہئے گا کہ خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ایک نبی دنیا میں آگیا۔ اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کا استخفاف اور نص صریح قرآن کی تکذیب لازم آتی ہے۔

[ایام الصلح۔ صفحہ ۱۳۶]

## وحیٰ ولایت اور اُس کی حیثیت

اب حضرت مرزا صاحب کی وہ عبارات درج کی جاتی ہیں۔ جن میں آپ نے بیان کیا ہے کہیں مجدد ہوں۔ اور مجدد و محدث سے خداہ کلام ہوتا ہے۔ اس ہمکلامی کو الہام بھی کہتے ہیں۔ اور وحیٰ ولایت بھی کہتے ہیں فرمایا: میکر اور پریسی وحیٰ ولایت نازل ہوتی ہے۔ جس طرح ہر مجدد و محدث پر نازل ہوا گرتی ہے۔ یا جس طرح اولیاء کرام پر وحیٰ ولایت نازل ہوتی ہے۔ اور وہ لکھتے ہیں۔ وحیٰ ولایت شرعی محبت کا درجہ نہیں رکھتی۔ اور وہ لکھتے ہیں وحیٰ ثبوت کا انکار کفر ہوتا ہے۔ لیکن وحیٰ ولایت کے انکار سے کفر لازم نہیں آتا۔ اور وہ لکھتے ہیں وہی ولایت کو اس وقت تک صیغہ تسلیم نہیں کیا جا سکتا۔ جب تک وہ قرآن کریم سے مطابقت و موافق نہ رکھتی ہو۔ اور وہ لکھتے ہیں کہ ایسے الہامات اور ایسے کلمات جن کی اصل قرآن کریم و حدیث شریف میں نہ ہو۔ ہر دو دین۔ اور جن لوگوں کو اس قسم کے الہامات ہوں یا جو لوگ اس قسم کے کلمات منہ سے نکلتے ہیں ان سے شیاطین کھیل کرتے ہیں۔

## محمد دیت اور میشل مسیح ہونے کا دعوے

علاوہ ازیں وہ لکھتے ہیں کہ میں مجدد ہوں۔ جس کے سپرد مکیر الصدیب کا اہم کام کیا گیا ہے۔ اس لئے میں میشل مسیح بھی ہوں۔ لیکن یہ بات یاد رکھنی چاہئے کہ ہمارے یہود مولیٰ نے آنے والے مسیح کے لئے بنوت شرط نہیں رکھی۔ اس لئے مسیح کے نقط سے کسی قسم کا دھوکا نہ کھانا چاہئے۔ بلکہ اس امر کو سمجھ لیا جائے کہ اصل فضیلت مجدد و ملهم من اللہ ہونے میں ہے اور مسیح کا نام پانے میں کوئی فضیلت نہیں ہے۔ میرا اصل مقام چودھویں صدی کا مجدد ہونا ہے اور تمام سلف صالحین نے مسیح موعود کو چودھویں صدی کا مجدد قرار دیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں میرے جیسے ہزاروں مسیح پیدا ہو سکتے ہیں۔

[اذالہ ادہام۔ صفحہ ۱۹۹]

## حضرت ہرزا صاحب میں غیر نبی کے خصائص

وہ یہ بھی لکھتے ہیں کہ ملہم کے اوپر جو کلام اُترتا ہے اس کا شائع کرنا ملہم پر فرض نہیں ہوتا۔ نبی کو تو

**بَلِّغْ مَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ** [المائدہ - ۶۰]

کا حکم اس لئے ہوتا ہے کہ اس پر احکام الہی اترتے ہیں۔ لیکن محدث و مجدد پر احکام الہی نازل نہیں ہوتے۔ اس واسطے اس پر اپنے الہاما کا شائع کرنا فرض نہیں ہوتا۔

اور یہ بھی لکھتے ہیں کہ میں انبیاء کی طرح معصوم نہیں ہوں۔ اور وہ لکھتے ہیں۔ جب میں ایک نبی کا مطیع و ملکوم ہوں، تو میری آزمائش انبیاء کی آزمائش کی طرح کرنا نادانی ہے۔ اور وہ یہ بھی لکھتے ہیں۔ میں شکلات دینی کا حل نبوت سے نہیں کرتا۔ بلکہ اپنے اجتہاد سے کرتا ہوں۔ غرضِ انہوں نے تمام وہ امور بیان کر دیئے ہیں۔ جن کی روشنی میں ان کی طرف دعویٰ نبوت شوب کرنا ظلم عظیم ہے۔

## دعویٰ مجددیت و محدثیت کی اساس

حضرت مرا صاحب نے اپنے دعوے کی اساس حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ایک حدیث پر رکھی ہے۔ جس کے الفاظ یہ ہیں :-

إِنَّ اللَّهَ يَبْعَثُ لِهَذِهِ الْأُمَّةِ عَلَىٰ رَأْيِهِنَّ أَكْثَرَ مَا يَأْتُهُ

سَنَةً مَنْ يُجَدِّدُ لَهَا دِينَهَا

(حدیث)

اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس بشارت پر ان کے دعویٰ کی بنیاد ہے کہ امت مرحومہ میں انبیاء کی بجاۓ محدث آیا کریں گے جناب پربراہین احمدیہ کے صفحہ ۲۵ پر اصل الفاظ یہ ہیں۔ ”کیا آپ صاحبوں کو خبوب نہیں کو صحیحین سے ثابت ہے کہ الحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس امت کے لئے بشارت دے چکے ہیں۔ کہ اس امت میں بھی پہلی امتوں کی طرح محدث پیدا ہوں گے۔ محدث بفتح دال وہ لوگ ہوتے ہیں جن سے مکالمات و مخاطبات الہمیہ ہوتے ہیں۔“

حضرت مراضا صاحب کے دعوے کی اساس اس حدیث پر بھی ہے :  
 علماء امتی حکایتیاء بنی اسرائیل (حدیث)  
 وہ کہتے ہیں - اس میں شیل سیع کی طرف اشارہ ہے۔ وہ کہتے ہیں میرے عزے  
 کی اساس اس حدیث پر بھی ہے۔

وَكَانَتْ بِنَوَّاَسٍ أَيْلُ تَسْوِيْهُمُ الْأَنْبِيَاءَ وَ  
 سَيْكُونُ فِي أَمْتِي خَلْفَاءَ (حدیث)

## احادیث میں انقطاع نبوت

اور فرمایا جس طرح قرآن کریم کی آیات  
 الْكُلُّ لَكُمْ دِينَكُمْ [الملائکہ - ۳۰]  
 اور —

وَلَكُمْ شَرُّوْلَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّنَ  
 [الاذکار - ۳۰]

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد کسی دوسرے نبی کے آنے کی مانع ہیں۔ اسی  
 طرح احادیث بھی حضورؐ کے بعد کسی دوسرے نبی کے آنے کے لئے مانع ہیں  
 وہ احادیث یہ ہیں :

إِنَّ الرَّسَالَةَ وَالثِّبَرَةَ قَدْ انْقَطَعَتْ فَلَا يَنْبَغِي

بعدِ دَلَامِسُولَ (حدیث)

اور فرمایا —

”خَتَمَ رَبِّنَا النَّبِيُّونَ“ (حدیث)

اور فرمایا :

”كُنْتُ أَوَّلَ الْأَنبِياءَ خَلْفَنَا وَآخِرَهُمْ بَعْدَنَا“ (حدیث)

اور فرمایا :

”لَا يَبْيَأُ بَعْدِي“ (حدیث)

اور فرمایا :

”كَانَ النَّبِيُّ يُبَعِّثُ إِلَى قَوْمٍ خَاصَّةً وَيُبَعِّثُ  
إِلَى النَّاسِ عَامَّةً“ (حدیث)

اور فرمایا :

”كَانَتْ بِنَوَاسَةَ أَئِيلَ تَسْوِيْهُمُ الْأَنْبِيَاءَ كُلُّهُمْ أَكْلَمُ  
نَبِيٍّ خَلْفَهُ نَبِيٌّ وَإِنَّهُ لَا نَبِيٌّ بَعْدَهُ فَسَيَكُونُ الْخَلْقَ  
فِي كَثِيرٍ“ (حدیث)

اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی امت کو ذیل کے الفاظ میں تنبیکیا :  
سیکون فی امتی ثلثون کذابون سکھم بیدعما نہ نبی  
الله وانا خاتم النبیین لانبی بعدی (حدیث)

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جو صادق مصدق تھے۔ ان کی اس  
حدیث کے پیش نظر ہر مسلمان مدعاً بتوت کو کافر کا ذب کہے گا۔ چنانچہ خود  
حضرت مرتضیٰ حاضر لکھتے ہیں۔ حضور ختم المرسلینؐ کے بعد مدعاً بتوت کو میں کافر  
و کاذب و بے دین یقین کرتا ہوں۔ اور میں مدعاً بتوت پر لعنت بھیتا ہوں۔

## ان احادیث کے پیش نظر

### حضرت مرزا صاحبؑ کے دعائی

حضرت مرزا صاحب کا دعویٰ مجبر و میراث ہونے کا ہے۔

(۱) ”نبوت لا دعویٰ نہیں۔“ بلکہ محدثیت کا دعویٰ ہے۔

[اذالہ اوہام۔ صفحہ ۳۶۱]

(۲) ”جو شخص کثرت سے ہمکلائی پاتا ہے۔ اس کو محدث بولتے ہیں۔“

[اذالہ اوہام۔ صفحہ ۹۳۳]

(۳) ”میرا نبوت کا کوئی دعویٰ نہیں۔ یہ آپ کی غلطی ہے۔ کیا فروری ہے کہ جواہام کا دعویٰ کرتا ہے۔ وہ بنی بھی ہو جائے۔ میں تو محمدی ہوں۔ اور کامل طور پر اللہ اور اس کے رسول کے احکام کا تبع ہوں۔ اور میں ان نشانوں کا نام مجزو رکھنا نہیں چاہتا۔ بلکہ ہمارے مذہب کی رو سے ان نشانوں کا نام کر امات ہے۔“ [جنگِ مقدس۔ صفحہ ۴۶]

(۴) ”ان کا یہ کہنا صحیح نہیں کہ میں تو نبوت کا مدعی ہوں۔ تاکہ فرزی عذاب نازل کروں۔ ان پر داعی رہے، ہم بھی نبوت کے مدعی پر لعنت بھیجتے ہیں اور لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے قائل ہیں۔ اور ان غرفت صلی اللہ علیہ وسلم کے ختم نبوت پر ایمان رکھتے ہیں اور وحی نبوت نہیں بلکہ وحی ولات۔ جو زیر سایہ نبوت محدیہ صلی اللہ علیہ وسلم اور لیاء اللہ کو ملتی ہے۔ اس کے

ہم قائل ہیں۔ اور اس سے بڑھ کر جو شخص ہم پر الزام لگاتا ہے۔ وہ نقیٰ اور دیانت کو چھوڑتا ہے۔ غرض نبوت کا دعویٰ اس طرف بھی نہیں مرت ولایت اور مجددیت کا دعویٰ ہے۔ ”مجموعہ اشتہارات“ (۵) ”چونکہ ہمارے پیشہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم قائم الانبیاء ہیں اور بعد اُنحضرت صلم کوئی عنیٰ نہیں آ سکتا۔ اس لئے اس شریعت میں تبی کے قائم مقام محدث رکھے گئے ہیں۔“

[شہادت القرآن۔ صفحہ ۲۴۔ دوسرا ایڈیشن]

(۶) ”يَا أَخْوَافِ إِفْرَادِ أَهْرَاسِلَتْ مُحَمَّدَ ثَانَ مِنَ اللَّهِ إِلَيْكُمْ وَإِلَى كُلِّ مَنْ فِي الْأَرْضِ وَأَهْرَاسِلَتْ عَلَى رَأْسِ هَذِهِ الْمِائَةِ۔“

یعنی اسے بھائیوں اللہ کی طرف سے محدث بن کر تمہاری طرف بھیجا گیا ہوں۔ اور ان سب لوگوں کی طرف جو زمین پر ہیں۔ اور اس نے مجھے اس صدی کے سر پر بھیجا ہے۔“ [آئینہ۔ صفحہ ۳۸۳]

(۷) ”وَلَسْتُ بِنَبِيٍّ وَلِكُنْ مَحْدُثَ اللَّهِ وَكَلِيمَ اللَّهِ لَا جَدَّ دِينَ الْمُصْنُطْفَى وَقَدْ بَعَثْتُنِي عَلَى رَأْسِ الْمِائَةِ۔“

یعنی میں نبی نہیں ہوں بلکہ محدث اور علمبر من اللہ ہوں۔ میرا کام دین مصطفیٰ کی تجدید کرنا ہے اور میں صدی کے سر پر بعوث کیا گیا ہوں“ [آئینہ۔ صفحہ ۳۸۳]

(۸) ”صاحب وحی محدث اپنے نبی تبرع کا پورا ہم رنگ ہوتا ہے۔ بُوت  
کے سوائے تجدید احکام کے متعلق وہ سب بتائیں اس کو دی جاتی ہیں۔ جو  
نبی کو دی جاتی ہیں۔“ [برکات الدعا۔ صفحہ ۱۶]

(۹) ”جو انبیاء خدا کے رنگ میں رنگیں ہو جاتے ہیں۔ ان کو خدا ٹھیں  
وی جاتی اور جو اولیاء اللہ اور مجدد کامل طور پر حضور نبی کریمؐ کے اخلاق  
کا منظر ہو جاتے ہیں۔ ان کو بُوت نہیں دی جاتی۔ ان پر نہ وحی بُوت آتی ہے  
اور نہ ہی ان کو عقائد دین حضرت جبراًئیل کے توسط سے سکھائے جاتے  
ہیں۔ ایشان را رنگ انبیاء دادہ یہ شود ولکن ایشان انبیاء نیستند۔“

[مواہب الرحمن۔ صفحہ ۴۶]

(۱۰) ”سلسلہ وحی محدث ہمیشہ کے لئے جاری ہے۔ محدث وہ لوگ ہیں۔ جو ثرف  
مکالمہ الہی سے مشرف ہوتے ہیں۔“

[برکات الدعا۔ صفحہ ۱۷]

(۱۱) ”میں نے دیکھا ہے کہ اس وحی کے وقت جو رنگ وحی ولایت میرے  
پر نازل ہوتی ہے۔ ایک خارجی اور شدید الاثر تقریب کا احساس ہوتا ہے۔“  
[برکات الدعا۔ صفحہ ۱۸]

(۱۲) ”اس عاجز کے دعویٰ مجدد اور مثیل میسح ہونے اور دعویٰ ہمکلائی  
الہی ہونے پر اب بفضل تعالیٰ گیا رہوان برس جاتا ہے۔“

[نشان آسمانی۔ صفحہ ۳۴]

(۱۳) ”کبھی دنیا میں ایسا ہوا کہ کاذب کی خدا تعالیٰ نے ایسی مدد کی ہو کہ وہ

گیارہ برس سے خدا تعالیٰ پر افترا کر رہا ہو۔ کہ اس کی وحیٰ ولایت اور وحیٰ محدثیت میرے پر نازل ہوتی ہے۔ اور خدا تعالیٰ اس کی رگ جان نہ کاٹ دے۔” [آئینہ - صفحہ ۳۲۳]

## میسح موعد مجدد پر فو قیت نہیں رکھتا

(۱) میسح موعد یعنی وہ میسح جس کے آنے کا وعدہ دیا گیا ہے۔ چودھیں صدی کے مجدد کا لقب ہے۔ یہ لقب اس کام کی طرف اشارہ کرتا ہے جو اس نے سر انجام دیتا ہے۔ ورنہ میسح کو مجدد پر فضیلت نہیں ہے۔ فضیلت تو مجدد ہونے اور ملہم من اللہ ہونے میں ہے۔ لیکن کم علم لوگ میسح موعد کو مجدد سے بُدا سمجھتے ہیں۔ اور اس لفظ میں شان نبوت یقین کرتے ہیں۔ حالانکہ خود حضرت رضا صاحب لکھتے ہیں :

”میسح کے لئے ہمارے سید و مولیٰ نے نبوت شرط نہیں رکھی۔“

[ توفیخ مرام - صفحہ ۹ ]

اوہ لکھتے ہیں :

”نہ مجھے اور نہ کسی انسان کو بعد انبیاء علیہم السلام کے معصوم ہونے کا دعویٰ ہے۔“ [ کرامات الصادقین - صفحہ ۵ ]

## پھودھیں صدی کے مجدد کو میسح موعد کا نام دیا گیا ہے

(۲) ”جب میری عمر چالیس برس تک پہنچی تو خدا تعالیٰ نے الہام کے

ذریلے سے میرے پر نظاہر کیا۔ کہ تو اس صدی کا مجدد اور صلیبی فتنوں کا  
چارہ گر ہے اور یہ اس طرف اشارہ ہے کہ تو یہی میسح موعود ہے۔“

[تربیات القلوب۔ صفحہ ۶۸]

(۳) ”وہ مجدد جو اس چودھویں صدی کے مر پر پور جب حدیث نبوی آننا  
چاہئے تھا۔ وہ یہی راقم ہے۔“ [تربیات القلوب۔ صفحہ ۶۰]

(۴) ”تمام سلف صالحین کا یہ اعتقاد ہے کہ چودھویں صدی کا مجدد یہ  
موعود ہے۔“ [حقیقتۃ الوجی]

(۵) ”میری آزمائش بنی کی طرح کرنا جائز نہیں ہے۔ اس ضمن میں لکھتے ہیں  
جو شخص ایک بنی قبروں کا قبیع ہے اور اس کے فرمودہ پر اور کتاب اللہ  
پر ایمان لاتا ہے۔ اس کی آزمائش اپنیاء کی طرح آزمائش کرنا ایک قسم کی  
ناسخ بھی ہے۔“ [آہمیتہ۔ صفحہ ۳۳۹]

(۶) ایک جگہ لکھتے ہیں کہ بنی کو تو حکم ہوتا ہے۔ بلغ ما انزل اليك لیکن  
مجدد کو اس قسم کا حکم نہیں ہوتا۔ کیونکہ اس کو وحی بیوٹ نہیں دی جاتی۔ اور  
نہ اس کے الہام یا وحی و لایت میں کوئی حکم ہوتا ہے۔ جس کی وجہ انشاعت  
کرے۔ اس ضمن میں ان کے اپنے الفاظ یہ ہیں :

”پھر اس نادان مولوی کے اس قول پر مجھے تعجب آتا  
ہے۔ جو لکھتا ہے۔ کہ سچے بنی یا ملہم کا یہ نشان نہیں ہے  
کہ جن بات کی تبلیغ کا خدا اس کو حکم دے۔ وہ دانستہ  
اور عمداً پھیس بر سر نک اس کو چھپائے رکھے۔ اس

## دعوےٰ نبوت منسوب کرنا شرارت ہے !

باد جود ان قوی دلائل کے جو واقع کرتے ہیں کہ حضرت مرا صاحب نے کبھی نبوت کا دعویٰ نہیں کیا۔ اور کبھی اپنے منکر کو کافر نہیں کہا۔ لوگوں نے ناسیمی سے ان کی طرف دعویٰ نبوت منسوب کیا ہے۔ اور ایسا کہنے میں دیانتداری اور تقویٰ سے کام نہیں لیا۔ حضرت مرا صاحب نے اس بارے میں اپنے درد دل کا یوں اخہار کیا ہے۔

\* ”جو شخص شرارت سے یہ الزام لگاتا ہے۔ جو دعویٰ نبوت ورسالت کرتے ہیں۔ وہ جھوٹا اور ناپاک خیال ہے۔“

[ ایک غلطی کا ازالہ ]

\* ”افڑا کے طور پر ہم پر یہ تہمت لگاتے ہیں۔ کہ گویا ہم نے نبوت کا دعویٰ لے کیا۔ ہم تو تمام عقائد اہل سنت کے قائل ہیں“

[ کتاب البریہ صفحہ ۱۸۲ ]

”لیکن ان لوگوں نے میرے قول کو نہیں سمجھا۔ بلکہ یہی کہا۔ یہ شخص نبوت کا مدئی ہے۔ اور اللہ جانتا ہے کہ ان کا یہ قول صریح کذب ہے اور اس میں ذرہ بھی سچائی کی چاشنی نہیں۔ اور نہ اس کا کوئی اصل ہے۔ اور اس کو انھوں نے صرف اس لئے تراشائے تاکہ لوگوں کو تکفیر اور گالی اور لعن طعن پڑا سائیں۔“

[ حمامۃ البشیری۔ صفحہ ۸ ]

”جاہل مخالف میری نسبت الزام لگاتے ہیں کہ یہ شخص بھی اور رسول ہونے کا دعویٰ کرتا ہے۔ مجھے ایسا کوئی دعوے نہیں۔“

[ایک غلطی کا ازالہ]

”ایک اور نادافی یہ ہے کہ جاہل لوگوں کو بھرپور کرنے کے لئے کہتے ہیں کہ اس شخص نے بتوت کا دعویٰ کیا ہے۔ یہ ان کا سراسرا فراز ہے：“  
[حقیقتہ الوجی۔ صفحہ ۳۹]

”یہ کہنا کہ بتوت کا دعوے کیا ہے۔ کس قدر یہاں تک کس قدر حق اور کس قدر حق سے خودج ہے：“ [حقیقتہ الوجی۔ صفحہ ۲۸]

### بیعت میں بتوت کا اقرار نہیں لیا

حضرت مرزا صاحب نے ابتداء سے لے کر آنٹریک اپنے آپ کو  
مجید دکھا۔

ان کی بیعت کو سلسلہ احمدیہ کی ابتداء کہا جائے گا۔ اس بیعت میں انھوں نے بیعت کنڈہ کو اور اپنے آپ کو عقد انحصار میں منسلک کیا ہے۔ اگر بالفرض محال ان کا بتوت کا دعویٰ ہوتا۔ تو ان پر فرض عائد ہوتا تھا کہ وہ اپنی بتوت تسلیم کرتے۔ لیکن انھوں نے ایسا نہیں کیا۔ یکونکہ دعویٰ بتوت خود ان کے نزدیک کلامِ کفر تھا۔

ان شرعاً لطف بیعت میں سے دو تین کو یہاں درج کر دینا فائزہ سے خالی نہ ہوگا۔ بیعت کنڈہ افتراء کرے :

۱۔ یہ کہ عام علق کو عمرما اور مسلمانوں کو خصوصاً اپنے نفسانی جوشوں سے کسی نوع کی ناجائز تکلیف نہیں دے گا۔ نہ زبان سے نہاتھ سے نہ کسی اور طرح سے۔

۲۔ یہ کہ دین اور دین کی عزت اور ہمدردی اسلام کو اپنی جان، اور اپنے ماں اور اپنی عزت اور اپنی اولاد اور اپنے ہر ایک عزیز سے زیادہ عزیز تر سمجھے گا۔

۳۔ اس عابز سے عقد انوت معنی اللہ باقرار اطاعت در معروف باندھ کر اس پر تاو قوت مرگ فائم رہے گا۔

یہ شرائط بیعت شائع شدہ ہیں۔ کتابوں اور اخباروں میں ابتداء سے لے کر آج تک شائع ہوتی رہی ہیں۔ حضرت مرتضی اصحاب نے مرتبے دم تک بیعت کے الفاظ میں کسی قسم کی تبدیلی نہیں کی۔

### مزار پر مجددیت کا لکھتہ

جب آپ کا انتقال ہوا تو حسب ذیل لکھتے آپ کے مزار پر نصب کیا گیا:



جس طرح ان کی زندگی نے گواہی دی مختی۔ کہ وہ مجدد ہیں۔ اس طرح  
ان کی موت نے بھی یہی گواہی دی کہ وہ مجدد ہیں۔

یہ کتبہ حضرت مولانا نور الدین صاحبؑ کے زمانہ خلافت میں لصب  
کیا گیا تھا۔ اور چھ سال تک برابر جماعت اس کو دیکھتی رہی۔ سالانہ  
حلبہ کے موقع پر تمام اطراف سے جماعت کے لوگ قادیانی میں جمع  
ہوتے تھے۔ ان میں جو لوگ آپ کے مزار پر فاتحہ خوانی کے لئے جاتے وہ  
اس کتبے کو دیکھتے تھے۔ جب چھ سال تک لوگ اس کتبے کا شہزادہ کرتے  
رہے۔ تو جماعت کی گواہی ہے کہ وہ حضرت مرزا صاحبؓ کو مجدد مانتے تھے

## حضرت مرزا صاحبؓ کی کتب کی شہادت

یہ ہے ان کی زندگی کی ابتدائی اور انتہائی زمانہ کی گواہی علاوہ  
ازیں ان کی جین حیات میں جن قدر کتا ہیں انہوں نے لکھیں۔ ان سب  
میں اپنے آپ کو مجدد و محدث کر کے پیش کیا اور کہا کہ میری طرف  
دعویٰ نبوت مسوب کرنا اقتراہ ہے اور بد دیانتی ہے اور ان تقاضیف  
میں بعض کتب کے نام ہی ایسے تجویز کئے۔ جن سے وہ مجدد و محدث اور  
ولی اللہ ظاہر ہوتے ہیں۔ مثلاً کرامات الصادقین لکھتی۔ اس میں وحی  
بتوت کا دعویٰ نہیں۔ بلکہ الہام کا دعویٰ ہے۔ آپ اس میں اپنے شان  
صداقت کو کرامت کر کے لکھتے ہیں۔ اور محجزہ کا لفظ استعمال کرنا  
ناجاہر سمجھتے ہیں۔ اگر بالفرض محال وہ بھی ہوتے تو بجا تے کرائیں۔

الصادقین کے معجزات النبیین لکھتے۔ اسی طرح سے سر المخلاف کو کہ کہ ظاہر کرتے ہیں کہ وہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ ہیں۔ اگر وہ بالفرض محال بُنی ہوتے تو اس کتاب کا نام 'سر النبوة' رکھتے۔ اسی طرح 'ضرورة الامام' لکھ کر اپنے آپ کو امام الزمان اور محمد دو دران ظاہر کرتے ہیں۔ اگر وہ بالفرض محال بُنی ہوتے تو 'ضرورة النبی' لکھتے۔ غرض ان کی ابتدائی زندگی اور آخری زندگی اور دنیا فی زندگی میں سے ہر ایک اس بات پر نہایت وضاحت کے ساتھ گواہی پیش کرتی ہے کہ وہ مجدد تھے۔ اور بُوت کا دعویٰ کرنے کو کلمہ کفر یقین کرتے تھے۔ ان کتابوں کے علاوہ اخھوں نے اپنی وفات سے پہلے الوصیت لکھی۔ جس میں مجملہ دیگر امور کی تلقین کے وہ لکھتے ہیں، کہ میں محمد ہوں۔ اور میں میمع موعود ہوں۔ لیکن الوصیت جیسی اہم کتاب میں یہ تلقین نہیں کہ میں بُنی ہوں اور میری بُوت پر ایمان لانا فرض ہے۔ اگر وہ بُنی ہوتے تو الوصیت جیسی اہم کتاب میں صرف مجدد اور میمع موعود پر ایمان لانے کی تلقین نہ کرتے۔ بلکہ اپنے دعویٰ بُوت پر زور دیتے۔ لیکن اخھوں نے ایسا نہیں کیا۔ کیونکہ وہ بُنی نہ تھے۔

ابنی جماعت کے لئے حضرت مرا صاحب کی  
وصیت

” میرے اہم امانتیں استعارہ اور مجاز کے طور پر لفظی نبی اور رسول پائے جاتے ہیں۔ لیکن ایسے لفظوں سے جو مخفی استعارہ کے رنگ میں ہیں۔ چونکہ اسلام میں فتنہ پڑتا ہے۔ اور اس کا تیجہ سخت بد نکلتا ہے۔ اس لئے اپنی جماعت کی معنوی بوجاں اور دن رات کے محاورات میں یہ لفظ نہیں لٹتے چاہیں۔ اور وہی ایمان سے یہ سمجھنا چاہئے کہ نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہو گئی ہے۔

جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :-

وَلَكُنْ رَسُولِ اللَّهِ وَخَاتَمُ النَّبِيِّينَ  
اس آیت کا انکار کرنا یا اس کو استخفاف کی نظر سے دیکھنا درحقیقت اسلام سے عالمگرد ہونا ہے۔

جاننا چاہئے کہ خدا تعالیٰ نے اپنی تمام بتوتوں اور رسالتوں کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم کر دیا ہے۔ ہماری کتاب بجز قرآن کریم کے مہین ہے۔ اور کوئی دین بجز اسلام کے نہیں ہے۔ اور ہم اس بات پر ایمان رکھتے ہیں کہ ہمارے بنی صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں۔ اور قرآن شریف

### خاتم الرُّحْمَةِ

ہے۔ سو دین کو بچوتیں کا کھیل نہیں بنانا چاہئے۔ اور یاد رکھنا چاہئے کہ ہمیں بجز خادم اسلام ہونے کے کوئی دعویٰ بال مقابل نہیں اور جو

شخص ہماری طرف اس کے خلاف شوب کرے، وہ ہم پا فرا  
کرتا ہے۔"

ما مسلمانیم از فضلِ خدا  
مصطفیٰ مارا امام و پیشووا

ہست او خیر الرسل خیر الانام  
ہر قبّت را بروشد اختتام

ختم شد بر ذات پاکش ہر کمال  
لا جرم شد ختم ہر یعنی برے

•

صَدْرُ الدِّينُ  
الحمدیہ بلڈنگس - لاہور

۵ اکتوبر ۱۹۵۷ء

